باب دوم

اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ نو اَئمہ اہلِ بیتِ نبوی کے علم الحدیث کے وارث ہیں

گزشتہ باب میں ہم نے بالتفصیل امامِ اعظم کے ان طرق اور اسانیدِ حدیث پر روشنی ڈالی ہے جو ان کے اور خلفائے راشدین اور دیگر اکابر صحابہ کے درمیان متصل ہیں۔ اس باب میں ہم ان اسنادِ حدیث کا تذکرہ کر رہے ہیں جو امام صاحب کو ائمہ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ سے مربوط کر رہے ہیں۔ مدعائے تحقیق یہ ہو گا کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ائمہِ اہلِ بیتِ نبوی ﷺ کے علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔ امامِ اعظم کے دور میں اہلِ بیتِ اطہار کے جتنے امام موجود تھے اور جن سے علمِ نبوت ﷺ کے چشمے جاری ہو رہے تھے، آپ نے ایک ایک کی بارگاہ سے حصولِ فیض کیا۔ اہلِ بیتِ اطہار میں سے نو (۹) اکابر حضرات امامِ اعظم کے شیوخ ہیں۔ اہلِ بیتِ اطہار ہونے کی حیثیت سے ان میں سے اکثر کا علمی سلسلہ سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے توسط سے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ تک جاتا ہے۔ فقہ و حدیث کے کسی بھی امام کو امام ابو حنیفہ کی طرح کثیر ائمہ اہلِ بیت سے فیضیاب ہونے کا یہ شرف نصیب نہیں ہوا۔ ان تمام طرق اور سلاسل کے ذریعے اہلِ بیت کا وسیع ذخیرۂ علم الحدیث امامِ اعظم کے حصہ میں آیا۔ ذیل میں ہم ترتیب وار آپ کے ان شیوخ اور ان کی اسناد کا ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے اخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام محمّد الباقر عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضي الله عنهم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا تعارف

آپ کا پورا نام ابو جعفر محمد بن علی زین العابدین المعروف محمد الباقر ہے۔ آپ کا مکمل سلسلہ نسب یوں ہے: محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ آپ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حیاتِ مبارکہ میں مدینہ منورہ میں ۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔ آپ مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔

آپ نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہ ۶۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ

آپ کی روایات اپنے نانا حضرت حسن بن علی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے مروی سنن نسائی میں موجود ہیں جبکہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے آپ کی روایت سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے۔(۱)

امام محمدؒ الباقر، امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں۔ امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی، امام ذہبی، امام عسقلانی اور امام سیوطی نے اپنی کتابوں میں امامِ اعظم کے ترجمہ میں ان کے شیوخ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

روی عن أبي جعفر محمد بن علي. (۲)

(۱) ۱۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۴۰۱-۴۰۲
۲۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۶

(۲) ۱۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۸: ۴۴۹
۲۔ مزی، تهذیب الکمال، ۲۹: ۴۱۹

''امام ابوحنیفہ نے امام ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کیا ہے۔''

امام محمد الباقر وہ خوش نصیب شخص ہیں جنہیں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سلام بھیجا تھا۔ اس روایت کو امام ابنِ عساکر، سبط ابنِ جوزی، ابنِ تیمیہ، احمد بن حجر المکی اور علامہ مؤمن بن حسن شبلنجی نے بیان کیا ہے۔

۱۔ ابوزبیر سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے جبکہ (بڑھاپے کے باعث) آپ کی نظر اور دانت کمزور ہو چکے تھے۔ اس دوران امام علی بن حسین زین العابدین اپنے چھوٹے بیٹے محمد الباقر کے ہمراہ تشریف لائے، انہوں نے آ کر آپ کو سلام کیا اور تشریف فرما ہو کر اپنے بیٹے محمد الباقر سے کہا کہ اپنے چچا کے پاس جاؤ اور جھک کر ان کے سر کا بوسہ لو، بچے نے ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ میرا بیٹا محمد ہے۔ یہ سننا تھا کہ آپ نے بچے کو سینے سے لگایا اور رو دیئے پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے محمد! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے سلام بھیجا ہوا ہے۔ ان کے کسی ساتھی نے آپ سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فدخل علیه الحسین بن علي فضمّه إلیه وقبّله وأقعده إلی جنبه. ثم قال: یولد لإبني هذا إبن یقال له علي. إذا کان یوم القیامة نادی منادٍ من بطنان العرش لیقم سید العابدین فیقوم هو، ویولد له محمّد، إذا رأیته یا جابر! فاقرأ علیه السّلام منّي واعلم أن بقائک بعد ذلک الیوم قلیل.

۳۔ ذهبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۳۹۲

۴۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۱۰: ۴۰۱

۵۔ سیوطی، طبقات الحفاظ، ۱: ۵۶

فما لبث جابر بعد ذلک الیوم إلا بضعة عشر یومًا حتی توفّي.(۱)

’’میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ اس دوران آپ کے پاس حسین بن علی تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور ان کا بوسہ لے کر انہیں اپنے پہلو مبارک میں بٹھا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اس بیٹے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک ندا دینے والا عرش کی پہنائیوں سے ندا دے گا کہ سید العابدین کھڑا ہو جائے تو وہ لڑکا کھڑا ہو جائے گا۔ اُس کے ہاں ایک لڑکا محمد پیدا ہوگا، اے جابر! جب تم اسے دیکھو تو اسے میری طرف سے سلام کہنا اور جان لینا کہ اس دن کے بعد تمہاری زندگی کم رہ جائے گی۔

’’چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس دن کے بعد دس سے کچھ دن اوپر حیات رہ کر وصال فرما گئے۔‘‘

۲۔ امام سبط ابنِ جوزی یوسف بن فرغلی (۶۵۴ھ) نے دوسری روایت ایسے بیان کی ہے کہ امام ابوجعفر محمد الباقر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

محمّد بن علي بن الحسین!

’’محمد بن علی بن حسین!‘‘

انہوں نے کہا:

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، ۵۴: ۲۷۶

۲۔ سبط ابن جوزی، تذکرة الخواص: ۳۰۳

۳۔ ابن تیمیة، منهاج السنة النبویة، ۴: ۱۱

۴۔ ابن حجر مکی، الصواعق المحرقة، ۲: ۵۸۶

۵۔ شبلنجی، نور الأبصار فی مناقب آل بیت النبی المختار: ۲۸۸

ادن مني.

’’آپ میرے قریب ہو جائیے۔‘‘

پس جب وہ قریب ہوئے تو آپ نے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لیا، پھر ان سے کہا:

رسول الله ﷺ يسلّم عليك.[۱]

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔‘‘

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

اکابر تابعین اور اجل محدّثین نے اِن کے بلند علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام محمد الباقر نے امام ابوحنیفہ کو کسی مسئلہ پر جواب دیا تو امامِ اعظم نے آپ کی علمی ذہانت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

ما رأيت جواباً أفحم منه.[۲]

’’میں نے اس سے زیادہ ساکت کر دینے والا جواب کوئی نہیں سنا۔‘‘

امامِ اعظم نے چار ہزار (۴,۰۰۰) شیوخ کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا لیکن آپ نے اپنے اور کسی استاذ کے علمی اعترف میں ایسے کلمات نہیں کہے۔ امام محمد الباقر کے حق میں امام صاحب کا یہ ایک قول ہی اُن کے بلند پایہ تفقہ کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے۔

۲۔ امام محمد الباقر کے شاگرد امام عبد اللہ بن عطاء المکی نے آپ کا علمی مقام بیان

(۱) سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص: ۳۰۳

(۲) سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص: ۳۰۲

کرتے ہوئے فرمایا:

ما رأيت العلماء عند أحد أصغر علمًا منهم عند أبي جعفر، لقد رأيت الحكم عنده كأنه متعلّم. (۱)

''میں نے علماء کو ان سے کم علم والے کسی بھی شخص کے پاس نہیں دیکھا، (اور) انہی (علماء) میں سے بعض ابو جعفر (امام محمد الباقر) کے پاس حاضر ہوتے، میں نے حَکَم بن عُتَیبہ جیسے شخص کو اُن کے پاس متعلم کی حیثیت سے دیکھا۔''

امام حَکَم بن عُتیبہ (متوفی ۱۱۳ھ) کا شمار اکابر محدّثین میں ہوتا ہے، وہ بھی امام محمد الباقر کے پاس تلمیذ کی حیثیت سے حاضر ہوتے۔

۳۔ امام ابنِ سعد (۲۳۰ھ) نے امام محمد الباقر کے بارے میں فرمایا:

كان ثقة كثير الحديث. (۲)

''آپ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔''

۴۔ امام ابنِ برقی (۲۴۹ھ) نے کہا:

كان فقيهاً فاضلًا. (۳)

''آپ فضیلت کے حامل فقیہ تھے۔''

۵۔ امام ابنِ خلکان (۶۸۱ھ) نے امام محمد الباقر کے علمی مقام پر لکھا ہے:

---

(۱) ۱۔ أبو نعيم أصبهانی، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۳: ۱۸۶
۲۔ ابن جوزی، صفة الصفوة، ۲: ۱۱۰
۳۔ سبط ابن جوزی، تذكرة الخواص: ۳۰۲

(۲) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۳۱۲

(۳) عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۹: ۳۱۲

كان الباقر عالمًا، سيّدًا كبيرًا، و إنما قيل له الباقر: لأنه تبقّر في العلم، أي توسّع. [(١)]

''امام الباقر بڑے عالم اور عظیم سردار تھے، آپ کو 'الباقر' کا لقب اس لیے دیا گیا کیونکہ آپ نے علم میں وسعت حاصل کی۔''

٦۔ امام ذہبی (٧٤٨ھ) نے آپ کا تذکرہ یوں کیا ہے:

وشُهِرَ أبو جعفر: بالباقِر، من: بَقَرَ العلمَ أي شقَّه فعرَفَ أصْلَهُ وخَفِيَّهُ. ولقد كان أبو جعفر إماماً، مجتهدًا، تالِيًا لكتاب الله، كبيرَ الشأن. [(٢)]

''امام ابو جعفر ''الباقر'' کے نام سے مشہور ہیں۔ (الباقر) کا مطلب ہے: آپ نے علم کا سینہ چاک کر کے اس کی اصل اور مخفی کی معرفت حاصل کر لی۔ ابو جعفر، امام، مجتہد، قرآن سے لگاؤ رکھنے والے اور بڑی شان کے مالک تھے۔''

٧۔ امام ذہبی نے آپ کے تذکرہ میں یوں بھی لکھا ہے:

وقد عدَّه النسائي وغيره في فقهاء التّابعين بالمدينة. واتّفق الحفّاظ على الاحتجاج بأبي جعفر. [(٣)]

''امام نسائی وغیرہ نے آپ کو مدینہ کے فقہاء میں شمار کیا ہے۔ حفاظِ حدیث امام ابو جعفر کے حجت ہونے پر متفق ہیں۔''

---

(١) ابن خلكان، وفيات الأعيان، ٤: ١٧٤

(٢) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ٤: ٤٠٢

(٣) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ٤: ٤٠٢

امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ اور امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان علمی مکالمہ

۱۔ امامِ اعظم کے معروف شاگرد امام عبد اللہ بن مبارک، امامِ اعظم کی سیدنا امام الباقر سے ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام صاحب کی امام محمد الباقر سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی۔ امامِ اعظم پر بعض حاسدین نے ترکِ احادیث کا الزام لگا رکھا تھا چنانچہ جب ملاقات ہوئی تو امام باقر نے ان سے پوچھا:

أنت الذي خالفتَ أحاديث جدّي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالقياس؟

''کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جدِ امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟''

امامِ اعظم نے کہا: معاذ اللہ! آپ تشریف رکھیں تو عرض کرتا ہوں، آپ کی عزت و حرمت ہم پر ایسے ہی لازم ہے جیسے آپ کے جدِ امجد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت صحابہ پر تھی۔ امام باقر تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب بھی آپ کے روبرو بیٹھ گئے اور عرض کیا: میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ ان کے جواب مرحمت فرما دیں؟ پہلا سوال یہ ہے کہ

الرجل أضعف أم المرأة؟

''مرد ضعیف ہے یا عورت؟''

انہوں نے فرمایا: عورت۔ پھر امام ابوحنیفہ نے عرض کیا: عورت کا وراثت میں کتنا حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا نصف ہے۔ یہ جواب سن کر امام ابوحنیفہ نے عرض کیا:

هذا قول جدّک ولو حوّلت دين جدّک لكان ينبغي فی القياس أن يكون للرجل سهم وللمرأة سهمان لأن المرأة أضعف من

الرّجل.

’’یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے اور اگر میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے بدلنا چاہتا تو قیاس کے مطابق آدمی کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو کیونکہ مرد کی نسبت عورت زیادہ کمزور ہوتی ہے۔‘‘

پھر امامِ اعظم نے دوسرا سوال عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز۔ اس پر امام ابو حنیفہ نے کہا:

هذا قول جدّک ولو حوّلت دين جدّک فالقياس أن المرأة إذا طهرت من الحيض أمرتها أن تقضی الصّلوة ولا تقضی الصّوم.

’’یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے اگر میں نے آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کر دیا ہوتا تو قیاس یہ کہتا ہے کہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو اُسے حکم دیا جائے کہ روزہ قضا کرنے کی بجائے وہ فوت شدہ نمازیں ادا کرے۔‘‘

پھر امام ابوحنیفہ نے تیسرا سوال عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پیشاب۔ اس پر امامِ اعظم نے کہا:

فلو کنت حوّلت دين جدّک بالقياس لکنت أمرت أن يغتسل من البول و يتوضّأ من النّطفة لأنّ البول أقذر من النّطفة، ولکن معاذ اللہ أن أحوّل دين جدّک بالقياس.

’’اگر میں نے قیاس سے آپ کے نانا کا دین بدل دیا ہوتا تو میں فتویٰ دیتا کہ پیشاب کرنے پر غسل کرنا چاہیے اور منی خارج ہونے پر وضو کیونکہ پیشاب منی سے زیادہ نجس ہوتا ہے لیکن معاذ اللہ کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے تبدیل کروں۔‘‘

یہ سنتے ہی امام محمدؓ الباقر اپنے مقام سے اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے، آپ کو شرف وتکریم سے نوازا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔(۱)

اس رِوایت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امامِ اعظم کے فہم قرآن وحدیث اور بلند پایہ قیاس و مجتھدانہ بصیرت کے خلاف مخالفین نے اس قدر پراپیگنڈہ کیا تھا کہ امام محمد الباقر جیسے اَجل امام نے بھی آپ سے اس خدشہ کا اظہار کیا۔ جب امام صاحب نے مختلف مثالیں دے کر اپنی فقیہانہ بصیرت کا اظہار کر دیا تو امام باقر نے نہ صرف اپنا الزام واپس لے لیا بلکہ امام ابوحنیفہ کی علمی، فقہی اور اجتہادی صلاحیت کی تصدیق فرماتے ہوئے قیام فرما ہوکر آپ سے بغل گیر ہوئے اور آپ کی پیشانی پر بوسہ بھی دیا۔ اس کی تائید درج ذیل رِوایات سے بھی ہوتی ہے:

۲۔ سنن الترمذی اور سنن ابن ماجہ کے راوی ابوحمزہ ثُمالی (۱۴۸ھ) بیان کرتے ہیں:

كنّا عند أبي جعفر محمّد بن علي، فدخل عليه أبو حنيفة، فسأله عن مسائلَ فأجابه محمّد بن علي، ثم خرج أبو حنيفة، فقال لنا أبو جعفر: ما أحسَنَ هَدْيَه وسَمْتَه، وَما أكثَرَ فِقهَه.(۲)

’’ہم امام ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ امام ابوحنیفہ نے ان کے پاس حاضر ہوکر آپ سے چند مسائل کے بارے میں دریافت کیا۔ پس امام محمد بن علی نے ان کو جواب دیا۔ پھر جب ابوحنیفہ چلے گئے تو امام ابوجعفر

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۱۶۸
۲۔ ابن حجر مکی، الخیرات الحسان: ۷۶
۳۔ ابو زهرة، أبو حنيفة: ۷۱

(۲) ۱۔ ابن عبد البر، الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ۱۹۳
۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة: ۳۳

نے ہمیں فرمایا: اس شخص کی ہدایت کتنی اچھی ہے، اس کا راستہ کتنا نمایاں ہے اور اس کو دین کا کتنا زیادہ فہم حاصل ہے۔‘‘

۳۔ ایک مرتبہ امامِ اعظم مکہ مکرمہ میں امام محمد الباقر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ابوحنیفہ! میں آپ کو (نگاہِ بصیرت سے) دیکھ رہا ہوں کہ

أنت تحيي سنّة جدّي ﷺ وقد اندرست، و تكون معيناً لكلّ ملهوف وغياثًا لكلّ مهموم، يسلك بک المتحيّرون إذا وقفوا، تهديهم إلى الواضح من الطريق إذا تحيّروا، فلک من الله العون والتوفيق حتى تشارک الربّانيّين في الطريق. (۱)

’’آپ میرے نانا کی مِٹی ہوئی سنت کا احیاء کریں گے، آپ ہر غم زدہ کے مدد گار ہوں گے اور ہر مصیبت زدہ کے فریاد رس ہوں گے، پریشان حال لوگ جب کوئی راہِ نجات نہ پائیں گے تو آپ کے ذریعہ سے چلیں گے، آپ راستہ بھولنے والے لوگوں کی واضح طریق کی طرف راہنمائی فرمائیں گے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مدد و توفیق حاصل ہوگی یہاں تک کہ آپ راہِ طریقت میں اہل اللہ کے شریک کار ہو جائیں گے۔‘‘

امام ابونعیم، سعید بن عفیر اور مصعب زبیری کے مطابق امام محمد الباقر ﷺ کا وصال ۱۱۴ھ میں ہوا۔ (۲)

(۱) کردری، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۳۱

(۲) ذھبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۴۰۹

۲۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام زید بن علی رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام زيد بن علي عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضي الله عنهم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

↓

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ

↓

امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ

↓

امام زید بن علی رضی اللہ عنہ

↓

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
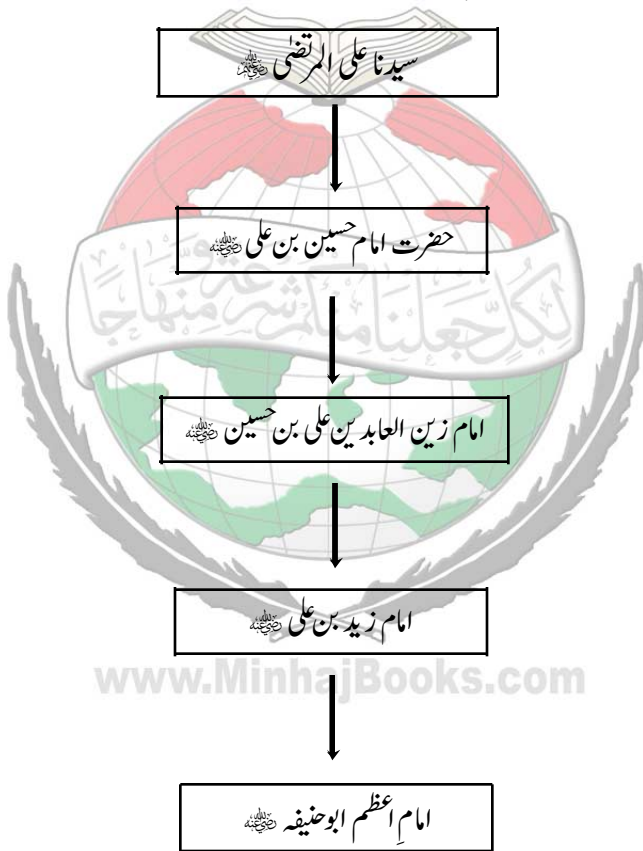
امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کا تعارف

امامِ اعظم، امام محمد الباقر کے بھائی اور امام زین العابدین کے دوسرے بیٹے امام زید کے بھی شاگرد ہیں۔ آپ کا مکمل سلسلہ نسب یوں ہے: زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد امام زین العابدین کے طریق سے سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین اور امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا۔

امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) امام زید کو اپنی کتاب الثقات میں تابعی شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رأى جماعة من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.[1]

’’امام زید نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کو دیکھا ہے۔‘‘

امام زید نے درج ذیل اکابر تابعین سے براہ راست روایتِ حدیث کی ہے:

۱۔ اپنے والدِ گرامی امام زین العابدین
۲۔ اپنے بھائی امام محمد الباقر
۳۔ اَبان بن عثمان
۴۔ عروہ بن زبیر
۵۔ عبید اللہ بن ابی رافع رحمہم اللہ تعالی[2]

امام موفق بن احمد المکی اور صاحبِ ’’السیرۃ الشامیہ‘‘ امام محمد بن یوسف صالحی نے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیوخ کی فہرست میں امام زید کا نام درج کیا

(۱) ابن حبان، الثقات: ۴: ۲۴۹

(۲) ۱۔ مزی، تھذیب الکمال، ۱۰: ۹۶

۲۔ عسقلانی، تھذیب التھذیب، ۳: ۳۶۲

ہے۔[1]

امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہِ اہلِ بیت اور محدّثینِ عظام نے ان کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام محمد باقر کے بیٹے امام جعفر صادق (۱۴۸ھ) نے اپنے چچا امام زید کے علمی مقام کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

كان والله أقرأنا لكتاب الله، وأفقهنا في دين الله، وأوصلنا للرحم، والله ما ترك فينا لدنيا ولا لآخرة مثله.[2]

''اللہ رب العزت کی قسم! امام زید ہم میں سب سے زیادہ قرآن کو پڑھنے والے، اللہ کے دین کی ہم میں سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے اور ہم میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ کی قسم! دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کی مثل کوئی بھی موجود نہیں۔''

۲۔ امام جعفر صادق نے ایک اور موقع پر امام زید کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

رحم الله عمّي، كان والله سيّدًا، لا والله ما ترك فينا لدنيا ولا لآخرة مثله.[3]

''اللہ تعالیٰ میرے چچا زید پر رحم فرمائے، اللہ رب العزت کی قسم! وہ سردار تھے،

---

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة، ۱: ۴۴
۲۔ صالحی، عقود الجمان: ۷۲

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۰: ۹۷
۲۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۳۹۰

(۳) ابن عساکر، تاريخ مدينة دمشق، ۱۹: ۴۵۸

اللہ تعالیٰ کی قسم! دنیا اور آخرت میں اب ہمارے درمیان ان کی مثل کوئی بھی موجود نہیں۔‘‘

۳۔ محدّثِ اکبر امام شعبی (۱۰۴ھ) نے امام زید کے متعلق فرمایا:

والله ما ولدت النساء أفضل من زيد بن علي ولا أفقه ولا أشجع ولا أزهد. (۱)

’’اللہ تعالیٰ کی قسم! کسی عورت نے بھی زید بن علی سے زیادہ فضیلت کا حامل، ان سے زیادہ فقیہ، ان سے زیادہ شجاع اور ان سے زیادہ زاہد پیدا نہیں کیا۔‘‘

۴۔ امام ابو اسحاق سبیعی (۱۲۸ھ) نے امام زید کے متعلق بیان کیا:

رأيت زيد بن علي، فلم أر في أهله مثله، ولا أعلم منه، ولا أفضل، وكان أفصحهم لسانًا، وأكثرهم زهدًا وبيانًا. (۲)

’’میں نے زید بن علی کو دیکھا ہے، میں نے ان کے گھر والوں میں سے کسی ایک کو بھی ان جیسا نہ پایا، نہ ان سے بڑھ کر کسی کو علم میں پایا اور نہ ہی کسی کو فضیلت میں ان سے زیادہ دیکھا، وہ ان میں سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے اور ان میں زہد و بیان میں سب سے بڑھ کر تھے۔‘‘

۵۔ امام اعمش (۱۴۷ھ) آپ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

ما كان في أهل زيد بن علي مثل زيد، ولا رأيت فيهم أفضل منه، ولا أفصح ولا أعلم ولا أشجع. (۳)

(۱) مقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ۳: ۴۳۸

(۲) مقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ۳: ۴۳۸

(۳) مقریزی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ۳: ۴۳۸

’’امام زید بن علی کے گھرانہ میں کوئی بھی امام زید کی مثل نہیں ہوا، میں نے ان کے گھرانہ میں ان سے زیادہ فضیلت والا، ان سے زیادہ فصیح، ان سے زیادہ عالم اور ان سے زیادہ شجاع کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۶۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ نے اپنے شیخ امام زید کے علمی مقام پر یوں تبصرہ کیا:

شاهدت زيد بن علي، كما شاهدت أهله فما رأيت في زمانه أفقه منه، ولا أعلم، ولا أسرع جوابًا، ولا أبين قولًا. (۱)

’’میں نے زید بن علی کے پاس حاضری دی جیسا کہ ان کے خاندان سے شرفِ ملاقات ہوئی، میں نے ان کے زمانہ میں ان سے زیادہ فقیہ، ان سے زیادہ عالم، ان سے زیادہ حاضر جواب اور ان سے زیادہ بات کی وضاحت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔‘‘

۷۔ امام مزی (۷۴۲ھ) نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى له أبو داود والترمذي والنسائي فی مسند علي وابن ماجة. (۲)

’’امام ابوداؤد، ترمذی (نے سنن میں)، نسائی نے مسند علی میں اور ابنِ ماجہ نے (سنن میں) امام زید سے روایت کیا ہے۔‘‘

امام ذہبی کے مطابق امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲۲ھ میں ہوا۔ (۳)

(۱) ابو زهرة، ابوحنيفة: ۷۰ (بحواله الروض النضير)

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۱۰: ۹۷

(۳) ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۵: ۳۹۰

۳۔ اِمامِ اَعظم ﷛ کا امام عبداللہ بن علی ﷛ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام عبد الله بن علي عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب ﷺ

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
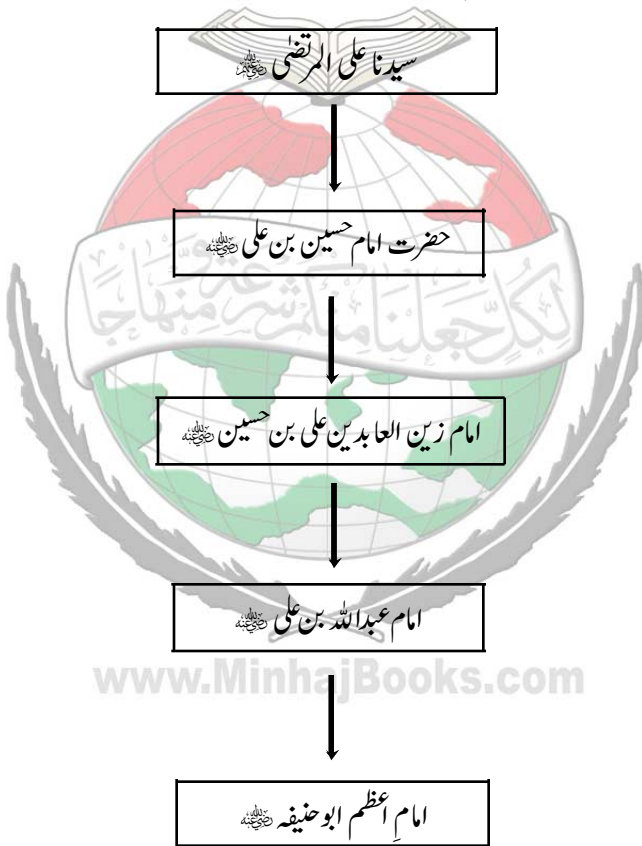
امام عبد اللہ بن علی رضی اللہ عنہ کا تعارف

آپ کا مکمل سلسلۂ نسب یوں ہے: عبد اللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔

۱۔ امام عبداللہ بن علی نے اپنے والد کے چچا حضرت حسن بن علی بن ابی طالب اور اپنے والد امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔(۱)

۲۔ امام ترمذی اور امام نسائی نے امام عبد اللہ سے اپنی السنن میں روایت کیا ہے۔(۲)

۳۔ امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) نے امام عبد اللہ بن علی کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔(۳)

امام صالحی شامی نے امام عبد اللہ بن علی کا نام امامِ اعظم کے شیوخ کی فہرست میں لکھا ہے۔(۴)

---

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۵: ۳۲۱

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۲۸۴

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۵: ۳۲۱

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۲۸۴

(۳) ابن حبان، الثقات، ۷: ۲

(۴) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة: ۷۷

۴۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام جعفر الصادق عن الإمام محمّد الباقر عن الإمام علي زين العابدين عن الحسين بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
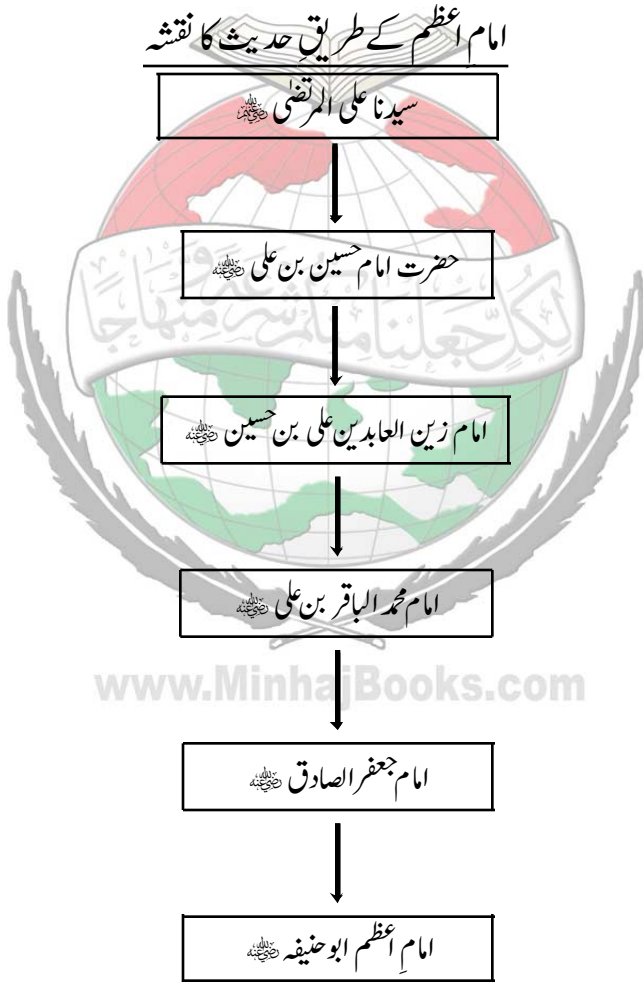
امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کا تعارف

امام جعفر کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو اسماعیل جبکہ لقب صادق ہے۔ آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔ آپ مدینہ منورہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی حضرت فروہ بنتِ قاسم بن محمد تھیں اور حضرت فروہ کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی حضرت اسماء بنتِ عبد الرحمٰن تھیں۔ اسی نسبت کے باعث امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

ولدني الصديق مرتين.[1]

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت سے میری دو مرتبہ ولادت ہوئی ہے۔''

امام جعفر نے اپنے والد محمد الباقر اور اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

۱۔ عبید اللہ بن ابی رافع
۲۔ عروہ بن زبیر
۳۔ عطاء بن ابی رباح
۴۔ نافع مولیٰ ابنِ عمر
۵۔ محمد بن منکدر
۶۔ ابنِ شہاب زہری
۷۔ مسلم بن ابی مریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم أجمعین[2]

امام موفق بن احمد المکی، امام مزی اور امام ذہبی کے مطابق امام جعفر الصادق،

(۱) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۱: ۱۶۶

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۵: ۷۴۔ ۷۵
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۶: ۲۵۵

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں۔[۱]

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہِ کرام اور محدّثینِ عظام نے آپ کے بلند علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ صالح بن ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کو بذاتِ خود بیان کرتے ہوئے سنا:

سلوني قبل أن تفقدوني فإنّه لا يحدّثكم أحد بعدي بمثل حديثي.[۲]

''مجھ سے (علم الحدیث کے متعلق) سوال کیا کرو قبل اس سے کہ تم مجھے نہ پاؤ (یعنی میرا وصال ہو جائے) کیونکہ میرے بعد تمہیں میری طرح کوئی بھی حدیث بیان نہیں کرے گا۔''

۲۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آپ نے کس شخص کو سب سے بڑا فقیہ دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد.[۳]

''میں نے امام جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔''

---

(۱) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة، ۱: ۴۲
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۶
۳۔ ذهبی، سير أعلام النبلاء، ۶: ۲۵۶

(۲) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۹
۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۶

(۳) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۹
۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۶

۳۔ امامِ اعظم نے اپنے استاد امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے ہاں مدینہ منورہ میں دو سال شاگردی اختیار کی۔ آپ نے ان دو سالوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اپنے شیخ کی علمی عظمت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

لو لا السنتان لهلک النعمان.(۱)

''(امام جعفر صادق کے ہاں گزارے ہوئے) اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت ہلاک ہو جاتا۔''

۴۔ محدّثِ کبیر امام ابو زُرعہ رازی سے سوال کیا گیا کہ

عن جعفر بن محمّد عن أبيه، و سهيل عن أبيه، و العلاء عن أبيه، أيها أصحّ؟

''امام جعفر بن محمد کا اپنے والد سے روایت کرنا، سہل کا اپنے والد سے اور علاء کا اپنے والد سے روایت کرنا (کس درجہ کا ہے) ان میں سے کون سا طریق اَصح ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

لا يقرن جعفر إلی هؤلاء.(۲)

''امام جعفر (جیسے معتبر ترین شخص) کو ان کے ساتھ نہ ملایا جائے۔''

۵۔ امام عبد الرحمٰن بن ابی حاتم اپنے والد محدّث کبیر ابو حاتم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

---

(۱) محمود شکری الألوسي، مختصر التحفة الإثنی عشرية: ۸

(۲) مزی، تهذيب الکمال، ۵: ۷۸

ثقة لا يسأل عن مثله.[1]

’’ثقہ ہیں ان جیسے شخص کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔‘‘

۶۔ امام ابو احمد بن عدی فرماتے ہیں:

و لجعفر حديث كثير عن أبيه عن جابر عن النبي ﷺ، وعن أبيه عن آبائه، ونسخ لأهل البيت. وقد حدّث عنه من الأئمة مثل بن جريج وشعبة وغيرهما. وهو من ثقات الناس.[2]

’’امام جعفر کے پاس بواسطہ اپنے والد، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضور نبی اکرم ﷺ سے، (اسی طرح) اپنے والد کے واسطہ سے اپنے آباؤ و اجداد سے کثیر احادیث اور اہلِ بیت (کے طرق) سے کئی نقل شدہ کتب ہیں۔ آپ سے ابنِ جریج اور شعبہ جیسے اجل محدّثین نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کا شمار ثقہ لوگوں میں ہوتا ہے۔‘‘

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے ہاں امامِ اعظم کے اِفتاء کی پذیرائی

امام ابو یوسف روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ مسجدِ حرام میں بیٹھے فتویٰ دے رہے تھے کہ اس دوران وہاں امام جعفر الصادق تشریف لے آئے اور لوگوں میں کھڑے ہو گئے۔ امام ابو حنیفہ کو معلوم ہوا تو کھڑے ہو کر عرض کیا:

يا ابن رسول الله! لو علمت أوّل ما وقفت لما قعدت وأنت قائم، فقال: اجلس فأفتِ الناس، فعلى هذا أدركت آبائي.[3]

---

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۸

۲۔ ذهبی، تذكرة الحفاظ، ۱: ۱۶۶

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۵: ۷۸

(۳) کردری، مناقب الإمام الأعظم، ۱: ۱۱۶

’’اے ابنِ رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے آپ کے یہاں کھڑے ہونے کا علم ہوتا تو آپ کے کھڑے ہوتے ہوئے ہرگز نہ بیٹھتا (نہ لوگوں کو فتوے دیتا۔) آپ نے فرمایا: آپ بیٹھ کر لوگوں کو فتویٰ دیجئے۔ میں نے اپنے آباؤ و اجداد کو اسی طریقہ پر پایا ہے۔‘‘

امام ابو الحسن مدائنی، خلیفہ بن خیاط، زبیر بن بکار اور دیگر ائمہ کے مطابق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۴۸ ہجری میں ہوا۔[1]

(۱) مزی، تہذیب الکمال، ۵: ۹۷

۵۔ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا اِمام عبد اللہ بن حسن المُثَنّٰی رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام عبد الله بن الحسن المثنٰى عن الإمام الحسن المثنٰى بن الحسن المجتبٰى عن الإمام الحسن بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام عبد اللہ بن حسن المُثَنّٰی رضی اللہ عنہ کا تعارف

امام عبداللہ بن حسن المثنیٰ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: عبد اللہ بن حسن المثنیٰ بن حسن المجتبیٰ بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے اکابر علماء اور شیوخ میں ہوتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ صغریٰ تھیں اور والد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام حسن المثنیٰ تھے۔

امام بخاری، امام ابنِ ابی حاتم، امام مزی اور امام عسقلانی نے اپنی کتب میں امام عبداللہ بن حسن المثنیٰ کے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ امام عبداللہ نے اپنے والد امام حسن المثنیٰ اور اپنی والدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر تابعین سے بھی روایت کیا ہے:

۱۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
۲۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ
۳۔ عبدالرحمٰن بن ہُرمُز الأَعرَج
۴۔ عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس
۵۔ ابو بکر بن عمرو حزم رحمۃ اللہ تعالی علیہم أجمعین (۱)

امام موفق بن احمد المکی، امام ابنِ بزاز الکردری اور امام محمد بن یوسف صالحی کی تحقیق کے مطابق امام عبداللہ بن حسن، امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں۔ (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۵: ۷۱
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۵: ۳۳
۳۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۴: ۴۱۵
۴۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۵: ۱۶۳

(۲) ۱۔ موفق، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ، ۱: ۴۶
۲۔ کردری، مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ، ۱: ۷۸
۳۔ صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۷۶

امام عبد اللہ بن حسن المُثَنّٰی ﷜ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام اور محدّثینِ عظام نے امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام مصعب بن عبد اللہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدًا من علمائنا يكرمون أحدًا ما يكرمون عبد الله بن حسن بن حسن. (۱)

”میں نے اپنے ہم عصر علماء میں کسی ایک کو بھی کسی دوسرے کی اتنی تکریم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا وہ عبد اللہ بن حسن بن حسن کی تکریم کرتے۔“

۲۔ امام جریر بن عبد الحمید (۱۸۸ھ) بیان کرتے ہیں:

كان المغيرة إذا ذكر له الحديث عن عبد الله بن الحسن، قال: هذه الرواية صادقة. (۲)

”جب مُغیرہ بن مِقْسَم کو امام عبد اللہ بن حسن کے طریق سے کوئی حدیث بیان کی جاتی تو وہ کہتے: یہ روایت سچی ہے (اس میں کذب کا کوئی امکان نہیں۔)“

۳۔ امام عبد الخالق بن منصور کہتے ہیں کہ محمد بن عوف انصاری نے یحییٰ بن معین سے حضرت عبد اللہ بن حسن کے بارے میں پوچھا جبکہ میں انہیں سن رہا تھا تو امام یحییٰ بن معین نے فرمایا:

---

(۱) خطيب بغدادی، تاريخ بغداد، ۹: ۴۳۲

(۲) ۱۔ ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۵: ۳۳

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۵: ۱۶۳

هذا عبد الله بن حسن بن حسن بن علي بن أبي طالب، ثقة.(۱)

’’یہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، ثقہ (راوی) ہیں۔‘‘

۴۔ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم (۳۲۷ھ) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ محترم ابوحاتم کو فرماتے ہوئے سنا:

عبد الله بن الحسن بن الحسن بن علي، ثقة.(۲)

’’عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، ثقہ ہیں۔‘‘

۵۔ امام ابنِ حبان نے بھی حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی تصنیف **الثقات** میں ثقہ شمار کیا ہے۔(۳)

۶۔ حضرت عبداللہ بن حسن المثنیٰ کا ثقاہت میں بلند رتبہ ہونے ہی کی وجہ سے ائمہ سننِ اربعہ امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے اپنی سنن میں ان سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام عسقلانی فرماتے ہیں:

روى له الأربعة.(۴)

’’ائمہ سننِ اربعہ نے حضرت عبداللہ بن حسن سے روایت کیا ہے۔‘‘

امام مزی اور زبیر بن بکّار کی تحقیق کے مطابق حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کا ۷۲ سال کی عمر میں کوفہ میں ۱۴۵ ہجری میں وصال ہوا۔(۵)

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۹: ۴۳۲
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۵: ۱۶۳

(۲) ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۵: ۳۳

(۳) ابن حبان، الثقات، ۷: ۱

(۴) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۱۴: ۴۱۷
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۵: ۱۶۳

(۵) مزی، تهذيب الكمال، ۱۴: ۴۱۷

٦۔ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا امام حسن المُثَلَّث بن حسن المُثَنّٰی رضی اللہ عنہم سے اخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام الحسن المثلّث بن الحسن المثنٰی عن الإمام الحسن المثنٰی بن الحسن المجتبٰی عن الإمام الحسن بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام حسن المُثَلَّث بن حسن المُثَنَّی رضی اللہ عنہ کا تعارف

امام حسن المثلث کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: حسن المثلّث بن حسن المجتبیٰ بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہم۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ صغریٰ تھیں اور والد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام حسن المثنیٰ تھے اور آپ امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ کے بھائی تھے۔

امام مزی اور عسقلانی نے اپنی کتب میں امام حسن المثلث کے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد امام حسن المثنیٰ اور اپنی والدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔(۱)

امامِ اعظم، امام حسن مجتبیٰ کے دوسرے پوتے حسن المثلث بن حسن المثنیٰ کے بھی شاگرد ہیں۔ امام صالحی شامی نے عقود الجمان میں امام حسن المثلث کو امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں شمار کیا ہے۔(۲)

امام حسن المُثَلَّث رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

ائمہ کرام اور محدّثینِ عظام نے ان کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱۔ امام ابنِ حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔(۳)

۲۔ امام مزی اور امام عسقلانی کے مطابق امام ابنِ ماجہ نے امام حسن المثلث سے اپنی ''السنن'' میں ایک حدیث روایت کی ہے۔ امام مزی لکھتے ہیں:

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۸۴
۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۳۰

(۲) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۹

(۳) ابن حبان، الثقات، ۶: ۱۵۹

روى له ابن ماجة حديثًا واحدًا عن أمّه فاطمة بنت الحسين، عن الحسين بن علي، عن فاطمة الكبرى ......(۱)

’’امام ابنِ ماجہ نے امام حسن المثلث سے ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین سے، انہوں نے حضرت حسین بن علی سے، انہوں نے سیدہ فاطمہ کبریٰ (بنتِ رسول ﷺ) سے ایک حدیث روایت کی ہے۔‘‘

یہ حدیث امام ابنِ ماجہ نے ’السنن (**کتاب الأطعمة، باب من بات وفی يده ريح غمر**، ۲: ۱۰۹۶، رقم: ۳۲۹۶)‘ میں درج کی ہے۔

امام مزی اور عسقلانی کی تحقیق کے مطابق حضرت حسن المثلث بن حسن المثنیٰ ﷺ کا وصال ۶۸ سال کی عمر میں ابوجعفر منصور کی قید میں عراق کے علاقہ ہاشمیہ میں ۱۴۵ھ ہجری میں ہوا۔(۲)

(۱) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۸۹

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۳۰

(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۸۶

۲۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۳۰

۷۔ اِمامِ اَعظم رضی اللہ عنہ کا امام حسن بن زید رضی اللہ عنہ سے اخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام الحسن بن زيد عن الإمام زيد بن الحسن المجتبیٰ عن الإمام الحسن بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ
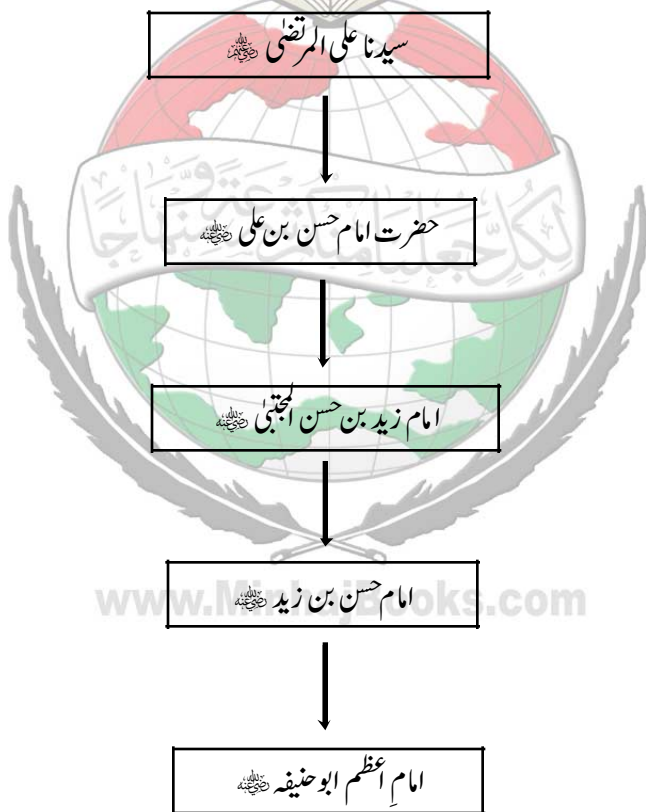
امام حسن بن زید بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کا تعارف

امام حسن بن زید کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ کا پورا سلسلہ نسب یوں ہے: حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی المدنی رضی اللہ عنہم۔ امام حسن الانور بن زید الابلج، سیدہ نفیسہ کے والد ہیں۔ آپ خلیفہ ابوجعفر منصور کے دور میں مدینہ منورہ کے گورنر بھی رہے۔

امام بخاری، ابنِ ابی حاتم، ابنِ ماکولا اور مزی نے امام حسن بن زید کے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے درج ذیل اکابر تابعین سے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں:

۱۔ اپنے والد زید بن حسن مجتبیٰ
۲۔ چچا کے بیٹے عبد اللہ بن حسن
۳۔ عکرمہ مولیٰ ابنِ عباس
۴۔ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر
۵۔ المطلب بن عبد اللہ
۶۔ عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم
۷۔ مسلم بن رباح مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (۱)

صاحب السیرۃ الشامیۃ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے **عقود الجمان** میں امام حسن بن زید کو امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں شمار کیا ہے۔(۲)

امام حسن بن زید رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثینِ عظام نے امام حسن بن زید کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۲: ۲۹۴
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۱۴
۳۔ ابن ماکولا، الإکمال، ۴: ۱۶
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۱۵۲

(۲) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۹

الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام ابنِ سعد (۲۳۰ھ) نے امام حسن بن زید کے بارے میں فرمایا ہے:

كانت عنده أحاديث وكان ثقة. (۱)

''آپ کے پاس کئی احادیث مبارکہ تھیں اور آپ ثقہ تھے۔''

۲۔ امام عجلی (۲۶۱ھ) نے امام حسن بن زید کو ''مدنی ثقة'' لکھا ہے۔ (۲)

۳۔ امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) نے بھی امام حسن الانور کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (۳)

۴۔ امام عسقلانی اور مزی نے لکھا ہے:

روى له النسائي حديثا واحدًا. (۴)

''صاحبِ سنن امام نسائی نے امام حسن سے ایک حدیث روایت کی ہے۔''

خلیفہ بن خیاط، ابنِ سعد، ابنِ حبان، ابوحسان الزیادی، مزی، ذہبی اور عسقلانی کی تحقیق کے مطابق حضرت حسن بن زید بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم کا وصال ۸۵ سال کی عمر میں مدینہ سے پانچ میل دور مکہ کی طرف حاجر کے مقام پر ۱۶۸ ہجری میں ہوا۔ (۵)

عوام الناس میں یہی بات معروف ہے کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ صرف امام محمد الباقر

(۱) ابن سعد، الطبقات الكبرىٰ، ۱: ۳۸۶

(۲) عجلی، معرفة الثقات، ۱: ۲۹۴

(۳) ابن حبان، الثقات، ۶: ۱۶۰

(۴) ۱۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۴۳

۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۱۶۲

(۵) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۱۶۲

۲۔ ذهبی، ميزان الإعتدال فی نقد الرجال، ۲: ۲۳۹

۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۴۳

اور امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں حالاں کہ آپ ان کے ساتھ ساتھ کل ائمہِ اہلِ بیت (جو اس وقت موجود تھے) کے بھی شاگرد ہیں۔ درجِ بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امامِ اعظم، سید الشہداء، شہزادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ سید الأمۃ، رَیحانَۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جگر گوشۂ زہراء حضرت امام حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے بھی شاگرد ہیں۔ پس جو علم الحدیث بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچا، وہی علم سیدنا علی المرتضیٰ کے شہزادوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوتا ہوا امامِ اعظم تک پہنچا۔ امام ابوحنیفہ نے ائمہِ اہلِ بیت اور خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام چراغوں کی روشنی سے بھرپور استفادہ کیا تھا۔

اِن طرق کے علاوہ امامِ اعظم کئی دوسرے طرق سے بھی اہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم الحدیث کے وارث تھے جس کو ہم ذیل میں بالتحقیق بیان کریں گے۔

۸۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ رضی اللہ عنہم سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبوحنيفة عن الإمام الحسن بن محمّد عن الإمام محمّد (ابن الحنفية) بن علي عن سيدنا علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام حسن بن محمد ابنِ حَنَفِیَّہ رضی اللہ عنہم کا تعارف

سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجهه الكريم کی دوسری زوجہ بنو حنفیہ میں سے خولہ بنتِ جعفر بن قیس بن سلمہ تھیں جن سے آپ کے صاحبزادے امام محمد بن حنفیہ ہیں۔ لہٰذا اس نسبت سے امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہم آپ کے بھائی ہیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حسن، امامِ اعظم کے شیخ تھے۔ اس طرح امام حسن کا مکمل سلسلۂ نسب یوں بنتا ہے: ابو محمد حسن بن محمد (ابنِ حنفیہ) بن علی بن ابی طالب الہاشمی العلوی المدنی رضی اللہ عنہم۔ امام حسن بن محمد کی والدہ ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جن کا نام جمال بنتِ قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی تھا۔[1]

امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی کی تحقیق کے مطابق امام حسن بن محمد نے اپنے والد حضرت محمد بن حنفیہ سے حدیث روایت کرنے کے علاوہ درج ذیل اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث روایت کی ہے:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۶۔ عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہم
۷۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا[2]

امام محمد بن یوسف صالحی شامی نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ کی فہرست میں

(۱) عبد الحمید مصطفیٰ، سیرۃ آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲: ۳۳۶
(۲) ۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۶: ۳۱۷
۲۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۸: ۸۰
۳۔ عسقلانی، تہذیب التہذیب، ۲: ۲۷۶

امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ کا نام بھی درج کیا ہے۔[1]

امام حسن بن محمد ابنِ حَنَفِیَّہ رضی اللہ عنہم کا علمی مقام و مرتبہ

تابعینِ کرام اور محدّثینِ عظام نے امام حسن بن محمد کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ علم الحدیث کے عظیم سپوت امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری (متوفی ۱۲۴ھ) نے امام حسن بن محمد کے علمی مقام کو یوں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

حدّثنا الحسن وعبدالله ابنا محمّد، وكان الحسن أرضاهما في أنفسنا، وفي رواية: وكان الحسن أوثقهما.[2]

''ہم سے حضرت محمد بن حنفیہ کے صاحبزادوں حسن اور عبد اللہ نے حدیث بیان کی، ان دونوں میں سے حسن بن محمد ہمیں زیادہ پسند ہیں۔ ایک روایت میں امام زہری سے یہ الفاظ مروی ہیں: حسن بن محمد ان دونوں میں ہمارے نزدیک زیادہ ثقہ ہیں۔''

۲۔ محدّثِ کبیر امام عمرو بن دینار المکی (۱۲۶ھ) نے بلند پایہ محدّث امام زہری کے مقابل امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ کے علمی مقام و مرتبہ کو یوں اجاگر کیا ہے:

ما كان الزهري إلا من غلمان الحسن بن محمد.[3]

''زہری (علمی لحاظ سے) امام حسن بن محمد کے بچوں میں سے تھے۔''

۳۔ امام مسعر بن کِدام (۱۵۳ھ) بیان کرتے ہیں:

(۱) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ٦٩

(۲) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۲: ۲۷٦

(۳) ۱۔ مزی، تهذیب الکمال، ٦: ۳۱۹

۲۔ عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۲: ۲۷٦

كان الحسن بن محمّد يفسّر قول النبيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وليس منّا، ليس مثلنا. (۱)

''امام حسن بن محمد، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی ایسی تفسیر کرتے تھے کہ ہم میں سے کوئی نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ ہمارے بیان کی طرح ہوتی۔''

۴۔ امام سفیان ثوری (۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ میں نے عبد الواحد بن ایمن سے پوچھا کہ جب امام حسن بن محمد مکہ تشریف لاتے اور آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے تو ان کے پاس کون سے ائمہ حضرات علمی فیض کے حصول کے لئے آتے؟ انہوں نے فرمایا:

عطاء، وعمرو بن دينار، والزبير بن موسى وغيرهم. (۲)

''عطاء بن ابی رِباح، عمرو بن دینار، زبیر بن موسیٰ اور بہت سارے (اکابر تابعین ان کے پاس حاضر ہوتے)۔''

۵۔ امام محمد بن اسماعیل جعفری آپ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

وكان حسن من أوثق الناس عند الناس. (۳)

''لوگوں کے نزدیک حسن بن محمد تمام لوگوں میں زیادہ معتبر اور ثقہ تھے۔''

۶۔ خلیفہ بن خیاط (۲۴۰ھ) نے امام حسن بن محمد کو ثقاہت میں اہلِ مدینہ کے ائمہ میں سے ''طبقہ ثانیہ'' میں شمار کیا ہے۔ (۴)

۷۔ امام احمد بن عبد اللہ العجلی (۲۶۱ھ) نے امام حسن بن محمد کو ''تابعی، مدنی اور ثقہ''

(۱) مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۱۹

(۲) مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۱۹

(۳) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۱۹

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۷۶

(۴) مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۱۷

لکھا ہے۔[۱]

۸۔ امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) آپ کے علمی مقام کو ان الفاظ میں اجاگر کرتے ہیں:

كان من أعلم الناس بالإختلاف.[۲]

’’آپ لوگوں میں سب سے زیادہ (ائمہ کے درمیان علمی و فقہی) اختلاف کو جاننے والے تھے۔‘‘

۹۔ امام دارقطنی (۳۸۵ھ)، امام حسن بن محمد کے بارے میں فرماتے ہیں:

هو صحيح الحديث، واحتج به أهل الصحيح.[۳]

’’آپ صحیح الحدیث ہیں، ائمہ ثقہ نے آپ کو حجت مانا ہے۔‘‘

۱۰۔ امام مزی اور امام عسقلانی کے مطابق ائمہ صحاحِ ستّہ نے اپنی کتب میں امام حسن بن محمد سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

روىٰ له الجماعة.[۴]

’’آپ سے (ائمہ صحاح ستّہ کی) جماعت نے روایت کیا ہے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ عجلی، معرفة الثقات، ۱: ۳۰۰
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۱۸

(۲) ۱۔ ابن حبان، مشاهير علماء الأمصار، ۱: ۶۲
۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۱۹
۳۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۷۶

(۳) ذهبی، ميزان الإعتدال فی نقد الرجال، ۸: ۸۰

(۴) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ۶: ۳۲۳
۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲۷۶

امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وصال میں اختلاف ہے، خلیفہ بن خیاط وغیرہ کے مطابق آپ کا وصال ۹۹ ہجری میں ہوا۔(۱)

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ امامِ اعظم کو امام حسن اور حسین کے بھائی محمد بن حنفیہ کے طریق سے بھی بیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم الحدیث حاصل ہے۔

(۱) ۱۔ مزی، تهذيب الكمال، ٦: ٣٢٢

۲۔ عسقلانی، تهذيب التهذيب، ۲: ۲٧٦

۹۔ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا امام جعفر بن تَمَّام بن عباس رضی اللہ عنہ سے اَخذِ علم الحدیث

الإمام أبو حنيفة عن الإمام جعفر بن تَمَّام عن الإمام تَمَّام بن عباس عن سيدنا عباس بن عبد المطلب رضي الله عنهم

امامِ اعظم کے طریقِ حدیث کا نقشہ

امام جعفر بن تَمَّام رضی اللہ عنہ کا تعارف

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب کے پوتے اور حضرت تَمَّام کے بیٹے جعفر رضی اللہ عنہ بھی امام اعظم کے شیوخ میں سے ہیں۔ رشتہ کے لحاظ سے امام جعفر، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم چچازاد ہیں۔ حضرت جعفر کا سلسلۂ نسب یوں ہے: جعفر بن تمام بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی المدنی رضی اللہ عنہ۔ ان کی والدہ کا نام عالیہ بنت نُہَیک بن قیس بن معاویہ تھا۔

امام بخاری اور ابنِ ابی حاتم کے مطابق حضرت جعفر نے اپنے والد تَمَّام بن عباس سے روایتِ حدیث کی ہے۔[(۱)]

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے امام جعفر بن تمام کا نام امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں درج کیا ہے۔[(۲)]

امام جعفر بن تَمَّام رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

محدّثینِ کرام نے ان کے بلند پایہ علمی مرتبے اور ثقاہت کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

۱۔ امام ابنِ سعد (۲۳۰ھ) نے اہلِ مدینہ کے تابعین کے تیسرے طبقہ میں امام جعفر بن تمَّام کا ذکر کیا ہے۔[(۳)]

۲۔ محدّثِ کبیر امام ابو زُرعہ رازی (۲۶۴ھ) سے حضرت جعفر بن تمام کے بارے

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۲: ۱۸۷
۲۔ ابن أبی حاتم، الجرح والتعدیل، ۳: ۴۷۵

(۲) صالحی، عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: ۶۸

(۳) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۵: ۳۱۶

میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''وہ مدنی ثقہ ہیں۔''(۱)

۳۔ صاحب الصحیح امام ابنِ حبان (۳۵۴ھ) نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں حضرت جعفر بن تمام کا ذکر کیا ہے۔(۲)

خلاصۂ بحث

امامِ اعظم تاریخِ اسلام کی وہ واحد معروف علمی شخصیت ہیں جو نہ صرف خلفائے راشدین المھدیین، صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کے علم الحدیث کے جامع ہیں بلکہ آپ امام محمد الباقر، امام زید بن علی، امام عبداللہ بن علی، امام جعفر الصادق، امام عبد اللہ بن حسن المثنیٰ، امام حسن المثلث بن حسن المثنیٰ، امام حسن بن زید، امام حسن بن محمد ابنِ حنفیہ اور امام جعفر بن تمّام بن عباس رضی اللہ عنہم جیسے عظیم ائمہ اہلِ بیت کے ذریعے اہلِ بیتِ رسول ﷺ کے تمام علم الحدیث کے بھی وارث ہیں۔ یہ اَسانید اعلیٰ اور ارفع ہونے کے ساتھ ساتھ منفرد اور یکتا بھی ہیں کہ امامِ اعظم کے علاوہ روئے زمین پر فقہ و حدیث کا کوئی اور امام براہِ راست ان مقدس شخصیات سے علمی خوشہ چینی کا دعوے دار نہیں۔ ان سلاسلِ عظیمہ سے نسبت کی بدولت آپ علمِ اہلِ بیت اور فیضانِ اہلِ بیت کے بھی وارث ہیں۔

ائمہ اہلِ بیت کے طریق سے بیان کردہ سند بھی باعثِ برکت ہے

سنن ابنِ ماجہ میں ایک حدیثِ مبارکہ مروی ہے جس کی سند امام علی بن موسیٰ رضا سے لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوتے ہوئے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کے راوی ابوصلت عبدالسلام بن صالح الھروی نے اس حدیث کی مقدس اور بابرکت سند کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اگر صرف اس سند کو ہی پڑھ کر کسی

(۱) ۱۔ ابن أبي حاتم، الجرح والتعديل، ۲: ۴۷۵

۲۔ عسقلانی، تعجيل المنفعة، ۱: ۷۰

(۲) ابن حبان، الثقات، ۶: ۱۳۲

پاگل کو دم کر دیا جائے تو اسے شفا نصیب ہو جائے گی۔ امام ابنِ ماجہ کے طریق سے بیان کردہ اس سند اور راوی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہم، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''الإِيْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ.''

قَالَ أَبُو الصَّلْتِ: لَوْ قُرِئَ هَذَا الإِسْنَادُ عَلَى مَجْنُوْنٍ لَبَرَأَ.[1]

''ابوصلت عبد السلام بن صالح ہروی سے مروی ہے، (انہوں نے کہا:) ہم سے امام علی بن موسیٰ رضا نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد امام موسیٰ کاظم سے روایت کیا، انہوں نے امام جعفر بن محمد الصادق سے روایت کیا، انہوں نے اپنے والد امام محمد باقر سے، انہوں نے امام علی بن حسین زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے (حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے) کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان دل سے پہچاننے، زبان سے اقرار کرنے اور ارکانِ (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔''

''(راوی) ابوصلت ہروی نے (اس سند اور متن کو نقل کرنے کے بعد) کہا ہے: **اگر یہ سند پاگل پر پڑھ کر دم کی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے۔''**

---

(۱) ۱۔ ابن ماجة، السنن، كتاب المقدمة، باب في الإيمان، ۱: ۲۵، رقم: ۶۵

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۶: ۲۲۶، رقم: ۶۲۵۴

۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۱: ۴۷، رقم: ۱۶

۴۔ كناني، مصباح الزجاجة، ۱: ۲۱، رقم: ۲۳

سندِ حدیث پر اعتراض کے جوابات

۲۹ مارچ ۲۰۰۵ء بروز بدھ تحریکِ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر ایک عظیم الشان ''امامِ اعظم رضی اللہ عنہ امام الائمہ فی الحدیث'' کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں اہلِ علم کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ اس کانفرنس کے بعد ایک صاحب نے راویِ حدیث ''ابوصلت ہروی'' کے بارے میں ہمیں ایک خط لکھا کہ ''میں نے کہیں پڑھا ہے کہ ابوصلت ہروی کے ضعف پر محدّثین متفق ہیں، لہٰذا اس کی وضاحت کریں۔''

ہم نے انہیں جواباً لکھا کہ ابو صلت ہروی نے چونکہ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کے بارے میں روایات بیان کی ہیں اس وجہ سے بعض احباب نے ان کو شیعہ سمجھا اور ان کی ثقاہت وصدق کو ضعف قرار دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکابر ائمہِ حدیث وفنِ رجال نے اُن کو صدوق، ثقہ، ضابط اور صالح قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں عظیم نقاد محدّثین کی تصریحات مع حوالہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ناقدینِ حدیث کے امام یحیٰی بن معین (۲۳۳ھ)، ابو صلت ہروی کو ثقہ اور صدوق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ایسا شخص نہیں ہے جس کو جھٹلایا جائے۔[۱]

۲۔ امام دارقطنی نے انہیں 'ثقہ' اور امام احمد بن حنبل نے انہیں 'صدوق' کہا ہے۔[۲]

۳۔ امام المحدّثین احمد بن عبد اللہ عجلی (۲۶۱ھ) نے انہیں ثقہ کہا ہے۔[۳]

۴۔ امام ابو داوٗد (۲۷۵ھ) نے انہیں ''ضابط'' قرار دیا ہے۔[۴]

۵۔ امام حاکم نے بھی امام یحیٰی بن معین کا قول دہرایا ہے۔[۵]

(۱) ذهبي، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، ۴: ۳۴۸

(۲) سيوطي + عبدالغني + فخر الحسن دهلوي، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۸

(۳) عجلي، معرفة الثقات، ۲: ۹۴

(۴) عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۶: ۲۸۶

(۵) عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۶: ۲۸۶

۶۔ امام ابو سعید ہروی سے دو بار اِن کے بارے میں پوچھا گیا، لیکن انہوں نے سکوت اختیار کیا۔(۱)

۷۔ امام نسائی اور امام ابنِ ماجہ نے ابو صلت ہروی سے روایت کیا ہے۔(۲)

۸۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ یہ مشرباً شیعہ تھے لیکن محدّثین نے ان کی روایات کو صدق کے ساتھ متصف کیا ہے۔(۳)

۹۔ امام ذہبی نے ان کے ترجمہ میں لکھا ہے: ''صالح شخص ہیں۔''(۴)

خطیب بغدادی نے ابوصلت ہروی کے بغیر اسی سند کو بیان کیا ہے

اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابو صلت ہروی کا یہ جملہ اس حدیث کے متن پر نہیں بلکہ سند پر ہے۔ اسی سند کو بعینہٖ خطیب بغدادی نے ابو صلت کے بغیر ایک دوسرے راوی محمد بن سہل بن عامر بجلی کوفی سے روایت کیا ہے۔(۵)

ابو صلت ہروی کے بارے میں ائمہ محدّثین کی تصریحات اور خصوصاً محمد بن سہل کی بیان کردہ اسی اسناد کے بعد نہ تو شک و شبہ کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی اشکال باقی رہا ہے لہٰذا ہم اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں اور اس سند کے توسط سے شفا اور برکت کے حصول کو جائز مانتے ہیں۔ جہاں تک امامِ اعظم کے اِن تمام ائمہ اہلِ بیت سے علمی فیض یاب ہونے کا تعلق ہے تو اگر سندِ ائمہِ اہلِ بیت کے اسماء کے توسل سے شفا اور برکت حاصل کی جاتی ہے تو اُن مقدس و روحانی ہستیوں کی قربت و صحبت کے فیوض و برکات کا

(۱) عسقلانی، تهذیب التهذیب، ۶: ۲۸۶

(۲) سیوطی + عبدالغنی + فخر الحسن دهلوی، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۸

(۳) سیوطی + عبدالغنی + فخر الحسن دهلوی، شرح سنن ابن ماجه، ۱: ۸

(۴) ذهبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۴: ۳۴۸

(۵) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱: ۲۵۵

عالم کیا ہوگا؟ یقیناً پورے عالمِ اسلام میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی وہ واحد ہستی ہیں جنہیں اپنے دور میں ان تمام ائمہ اہلِ بیت کی قربت نصیب ہوئی جس کی بدولت آپ علمِ اہلِ بیت اور فیضِ اہلِ بیت کے گراں قدر انعامات سے سرفراز ہو کر ''امامِ اعظم'' کے لقب سے ملقب ہوئے۔

مآخذ و مراجع

۱۔ **بخاری،** ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ التاریخ الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۔ **بیہقی،** ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/ ۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ شعب الإیمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۔ **ابن تیمیہ،** احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (٦٦١۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ منهاج السنة النبوية۔ قاہرہ، مصر: مؤسسۃ قرطبہ، ١٤٠٦ھ۔

۴۔ **ابن جوزی،** ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ صفة الصفوة۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۵۔ **ابن ابی حاتم،** ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی تمیمی (۳۲۷ھ)۔ الجرح و التعديل۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث العربی، ۱۲۷۱ھ۔

٦۔ **ابن حبان،** ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹٦۵ء)۔ الثقات۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔

۷۔ **ابن حبان،** ابو حاتم محمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔ ۹٦۵ء)۔ مشاهير علماء الأمصار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۵۹ء۔

۸۔ **ابن حجر ہیتمی،** ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔۹۷۳ھ/۱۵۰۳۔۱۵٦٦ء)۔ الخيرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۹۔ **ابن حجر ہیتمی،** ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی مکی (۹۰۹۔۹۷۳ھ/۱۵۰۳۔۱۵٦٦ء)۔ الصواعق المحرقة على أهل الرفض و الضلال

و الزندقة۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۷ء۔

۱۰۔ **حصکفی**، صدر الدین موسیٰ بن زکریا (۶۵۰ھ)۔ **مسند الإمام الأعظم**۔ کراچی، پاکستان: میر محمد کتب خانہ مرکزِ علم و ادب۔

۱۱۔ **خطیب بغدادی**، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۲۔ **ابنِ خلکان**، ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر (۶۰۸۔ ۶۸۱ھ)۔ **وفیات الأعیان و أنباء الزمان**۔ بیروت، لبنان: دار الثقافۃ، ۱۹۶۸ء۔

۱۳۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **تذکرة الحفاظ**، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۴۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۵۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **الکاشف في معرفة من له رواية في الکتب الستة**، جدہ، سعودی عرب: دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۶۔ **ابوزہرة**، محمد۔ **أبو حنيفة: حياته و عصره۔ آراؤه وفقهه**۔ دار الفکر العربی۔

۱۷۔ **سبط ابن جوزی**، ابومظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بغدادی (۶۵۴ھ)۔ **تذکرة الخواص**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ أہل بیت، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۸۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔۲۳۰ھ/۷۸۴۔۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۹۔ **سلیمان بن خلف الباجی**، ابو ولید ابن سعد (۴۰۳۔۴۷۴ھ)۔ **التعديل و التجریح**۔ ریاض، سعودی عرب: دار اللواء للنشر، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۲۰۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ شرح سنن ابن ماجه۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۲۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ طبقات الحفاظ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۲۳۔ **شبلنجی**، مومن بن حسن مومن۔ نور الأبصار فی مناقب آل بيت النبي المختار ﷺ۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۲۴۔ **صالحی**، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (۹۴۲ھ)۔ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان۔ کراچی، پاکستان: مکتبۃ الشیخ۔

۲۵۔ **صیمری**، ابو عبد اللہ حسین بن علی (۴۳۶ھ)۔ أخبار أبی حنيفة وأصحابه، حیدر آباد، بھارت، مطبعۃ المعارف الشرقیۃ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء۔

۲۶۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۲۷۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الإنتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۲۸۔ **عبد الحفیظ فرغلی، حمزہ نسترنی، عبد الحمید مصطفیٰ**۔ سيرة آل بيت النبي ﷺ۔ المکتبۃ القیمۃ۔

۲۹۔ **عجلی**، ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح کوفی (۱۸۲۔۲۶۱ھ)۔ معرفة الثقات۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۰۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔۱۱۷۶ء)۔ تاريخ مدينة دمشق۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۳۱۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ الإصابة فی تمييز الصحابة۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۳۲۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۳۳۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ تهذيب التهذيب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

۳۴۔ **علائی**، ابو سعید بن خلیل بن کیکلدی (۶۹۴۔۷۶۱ھ)۔ جامع التحصيل فی أحكام المراسيل۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۳۵۔ **کردری**، محمد بن محمد بن شہاب ابنِ بزاز (۸۲۷ھ)۔ مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۳۶۔ **کلاباذی**، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری (۳۲۳۔۳۹۸ھ)۔ رجال صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۷ھ۔

۳۷۔ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه۔ بیروت، لبنان: دارالعربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۳۸۔ **ابن ماجہ**، ابوعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۹۔ **ابن ماکولا**، علی بن ھبۃ اللہ بن ابی نصر (۴۲۲۔۴۷۵ھ)۔ **الإکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الأسماء والکنی والأنساب۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۴۰۔ **محمود شکری آلوسی۔ مختصر التحفۃ الإثنی عشریۃ۔**

۴۱۔ **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تھذیب الکمال۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۲۔ **مسلم**، ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الکنی والأسماء۔** مدینہ منورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۱۴۰۴۔

۴۳۔ **مقریزی**، ابو محمد تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر شافعی (۷۶۶ھ۔ ۸۴۵ھ)۔ **المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار۔**

۴۴۔ **ابن منجویہ**، ابو بکر احمد بن علی الاصبہانی (۳۴۷۔ ۴۲۸ھ)۔ **رجال مسلم۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۷ھ۔

۴۵۔ **موفق**، ابن احمد بن محمد مکی (۴۸۴۔ ۵۶۸ھ)۔ **مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفۃ۔** کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ اسلامیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۴۶۔ **ابو نعیم اصبہانی**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران (۳۳۶۔۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء۔** بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۷۔ **نووی**، ابو زکریا یحیٰی بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **تھذیب الأسماء واللغات۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔